سوال

ادرست (58)؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ن المبارک سے پہلے چھپنے والے تاجرانہ کیلنڈروں پر روزہ کھولنے کی نیت کے الفاظ کے ساتھ روزہ رکھنے کے الفاظ عموماً دیکھے ہیں ان کی شرعی حیثیت کے متعلق قرآن وسنت کے دلائل سے واضح فرمائیں۔ (محمد الفت۔ قصور)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

تہ!

مد!

ال رمضان المبارک کے آنے سے قبل ہی افطاری وسحری کے اوقات کے تجارتی کیلنڈر شائع ہوکر تقسیم ہونے شروع ہوجاتے ہیں۔ جن پر اوقات نامہ روزہ رکھنے کی نیت: "وبصوم غد نویت من شہر رمضان" کے الفاظ بھی عموماً دیکھے گئے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں نے کل کے رمضان کے رو

ہاں تک نیت کا تعلق ہے تو تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور نیت کے بغیر کوئی عمل قابل قبول نہیں ہے۔ مثلاً اگر نماز کی نیت کی طرح روزہ کی نیت نہ کی گئی اور روزہ جیسی پابندیاں اپنے اوپر عائد کرلیں اور اس کے لوازمات کو بھی ادا کرنے میں سارا دن کوئی کوتاہی نہ کی، تو پھر بھی روزہ نہ ہوگا بلکہ فاقہ ہوگا

یث نبوی ہے:

فصۃ رضی اللہ عنہا زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ((مَن لَم یُجمِعِ الصِّیامَ قَبلَ الفَجرِ فَلا صِیامَ لَہُ))

(ابوداود، کتاب الصوم، باب النیۃ فی الصیام (2454) ترمذی، کتاب الصوم، باب ماجاء لاصیام لمن لم یعزم من اللیل (730) نسائی، کتاب الصیام 2332، دارمی (1705)

ین حفصہ زوجۃ النبی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے فجر سے پہلے روزے کی نیت نہ کی اس کا کوئی روزہ نہیں ہے۔ تمام عبادات میں نیت ضروری ہے چاہے نماز ہو، زکوۃ ہو یا روزہ۔"

یث نبوی ہے:

ال عملنلیں کلد) رومدار نیتوں پر ہے۔"

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اعمال کی دو اقسام ہیں۔

،(1گ۔

،(2گ۔

آخر الذکر مسئلہ میں حکم امام ابوحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی رائے اور قیاس تک محدود ہے ادلہ الشریعہ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی اور نہ ہی کوئی دلیل اس مسئلہ کی مؤید ہے کیونکہ "إنما الأعمال بالنیات" مطلق اعمال پر دلالت کررہے ہیں اس سے کوئی عبادت بھی (چاہے وہ واسطہ ہو یا بذات خود عبادت) مستثنیٰ نہیں

ے میں نیت احناف کے نزدیک بھی ضروری ہے مگر مروجہ نیت من گھڑت، اختراعی اور ایجاد کردہ ہے۔ چنانچہ احادیث مبارکہ سے جو ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ نیت زبان سے ادا نہیں ہوتی بلکہ اس کا محل دل ہے دل سے نیت ضروری ہے اس بات کی شہادت فقہ کی کتب معتبرہ میں بھی موجود ہے کہ محلہا ا

لاطہارت، نماز، روزہ، حج اور زکوۃ وغیرہ میں بالاتفاق محل نیت دل ہے زبان نہیں ہے۔

کا معنی ومفہوم:

اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ نیت معنوی اعتبار سے کچھ جواز کی حامل ہے یا کہ نہیں۔

ی معنی: لغات کی کتب منجد اور قاموس وغیرہ میں نیت کے معانی دل کے قصد اور عزم کے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب نیت کر"وبصوم غد نویت من شہر رمضان" کے الفاظ جن کا مطلب ہے کہ میں نے کل کے روزے کی نیت کی، تو وہ روزہ آج کے دن کا رکھ رہا ہے، اور نیت کل کے دن کی کررہا ہے۔ علامہ ا

"اصل الغد وہو الیوم الذی یاتی بعد یومک" (لسان العرب 10/26)

"غد" کا اصل یہ ہے کہ وہ دن جو تیرے آج کے دن کے بعد ہوگا۔ مصباح اللغات 593 میں ہے کہ "آئندہ کل (Tomorrow) ... 4/17

معانی: حافظ ابن حجر فتح الباری جلد اول میں رقمطراز ہیں:

"والشرع خصصہ بالارادۃ المتوجھۃ نحو الفعل لابتغاء رضاء اللہ وامتثال حکمہ"

کا ترجمہ یہ ہے کہ شریعت نے نیت کے الفاظ کو اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لئے کسی کام کے ارادہ کے لئے خاص کردیا ہے تو اعمال میں اعتبار نیت قلبی کا ہوگا اگر اس کے خلاف زبان سے کچھ کہے تو اعتبار محض لفظوں کا نہیں ہوگا، اگر محض زبان سے نیت کرے مگر دل میں نہ ہو تو بالاتفاق یہ ناجائز ہے کیونکہ نیت

اور نہ ہی نماز پڑھنے والا اس طرح کے کوئی الفاظ ادا کرے کہ میں ظہر کی نماز پڑھ رہا ہوں یا عصر کی، فرض ہیں یا نفل، چار رکعت نماز فرض واسطے اللہ تعالیٰ دے، وقت فلاں نماز، منہ طرف قبلہ کے پیچھے اس امام کے اللہ اکبر مذکورہ بالا تمام الفاظ میں سے کسی لفظ کی بھی شرع میں دلیل موجود نہیں ہے بلکہ یہ نیتیں بدع

"وَکُلُّ مُحدَثَۃٍ بِدعَۃٌ وَکُلُّ بِدعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَکُلُّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ"

سائی)

ری ہوئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے۔"

ے دوسرے مقام پر فرمایا:

ث فی اَمرنا ہذا ما لیس منہ فھورد" (بخاری وغیرہ)

ین کے کام میں (نماز ہو یا روزہ) اپنی طرف سے کوئی بات شامل کی پس وہ کام مردود ہے (چاہے وہ کام کتنا ہی عظیم کیوں نہ ہو)

قارئین! نماز اور روزہ دونوں ہی اہم ترین عبادتیں ہیں۔ لیکن اگر ان کو بھی بدعت سے نہ بچایا گیا اور اہل بدعت کے حربے کو ناکام نہ بنایا گیا تو پھر ہماری کوئی عبادت بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل قبول نہ ہوگی۔

لہذا روزے سے پہلے نیت بول کر کرنے کی کوئی وقعت نہیں۔ صرف دل ہی میں پختہ ارادہ کے ساتھ روزے کی نیت کرلینا ہی قابل قبول ہے۔ اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق دے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم واکمل

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

[آپ کے مسائل اور ان کا حل]

جلد3۔کتاب الصیام-صفحہ271

محدث فتویٰ